OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828;pISSN: 2519-6480
Vol.9 Issue 10 December 2021

تکملہ فتح الملہم کی نحوی ابحاث۔ تحقیقی مطالعہ

THE SYNTACTIC DISCUSSIONS OF TAKMILA FATH AL MULHIM – RESEARCH STUDY

Dr. Zil e Huma
Assistant Professor, Lahore College for Women University, Lahore.

Abstract: The discipline of Hadith Sciences is of the richest and exclusive discipline of knowledge as its branches extend to hundred. The religious scholars have written thousands monographs concerning Hadith interpretations and explanations. Many voluminous works appeared and exist and each of them is a commendable contribution to Hadith explanations. One of the significant works on Hadith explanations is "Takmila Fath-al-Mulhim" that is the result of scholastic efforts of many years by Mufti Muhammad Taqi Usmani. This explanations of Hadith Book Muslim was originated and finished till the "Section of Marriage" but he could not extend to it to the last chapter due to his political engagements and later his demise closed the chapter. Mutfi Muhammad Usmani completed the remaining work in eighteen years and nine months. Arbaic grammar consists of two main fields: syntax and morphology. Syntax is the arrangement of words and phrases to create well-formed sentences in a language. It studies the foundation of the sentences and the structures. Apart from other discussions, the syntactic deliberations of words of Prophetic traditions have been taken under consideration in the commentaries in the book. The articles provides handsome information in this regards.

Keywords: Syntax, Structure, Takmila, Sharah, Sahi Muslim

دوسری صدی ہجری کے بعد حدیث کی باقاعدہ تدوین شروع ہوئی اور تیسری صدی ہجری میں ائمہ ستہ کی مشہور زمانہ تالیفات وجود میں آ گئیں۔ احادیث کی جمع وترتیب اور تہذیب کا یہ سلسلہ چلتا رہا اور مختلف انداز سے محدثین احادیث کو ترتیب دینے کی خدمات سرانجام دیتے رہے لیکن اس میں جو تلقی بالقبول صحیحین کو حاصل ہوا اور ان کی صحت پر امت مسلمہ کا جو اجماع ہوا، یہ مقام عظیم کسی اور مجموعہ حدیث کو حاصل نہ ہو سکا۔ علمائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ صحیحین کی شروح میں سے ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) کی فتح الباری ''بدرالدین عینی (۸۵۵ھ) کی ''عمدۃ القاری'' علامہ ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی (۶۴۶ھ) کی '' صحیح مسلم بشرح النووی''، علامہ شبیر احمد عثمانی (۱۳۶۹ھ) کی ''فتح الملہم'' اور جسٹس تقی عثمانی کی '' تکملہ فتح الملہم '' کو اہم اور نمایاں مقام حاصل ہے۔ مفتی تقی عثمانی صاحب کی شرح ہذا دراصل شبیر احمد عثمانی کی شرح ''فتح الملہم'' کا تکملہ ہے۔ یہ صحیح مسلم کی عظیم الشان شرح ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی نے چودھویں صدی ہجری کے وسط میں '' صحیح مسلم'' کی شرح ''فتح الملہم'' لکھنے کا آغاز کیا۔ آپ نے یہ شرح ''کتاب النکاح'' تک تحریر فرمائی تھی کہ مسلمانوں کے لیے پاکستان کی شکل میں ایک ایسے خطہ کے حصول کی کاوشیں شروع ہو گئیں، جہاں مسلمان انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی سے نکل کر آزادی کی زندگی گزار سکیں۔ انگریزوں کی قوت اور ہندوؤں کی اکثریت سے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ خطہ کا حصول ایک خواب کی حیثیت رکھتا تھا۔ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی اس خواب کی عملی تعبیر میں سرگرم ہوئے تو تصنیف و تالیف کا کام رک گیا اور ''کتاب النکاح'' سے آگے نہ بڑھ سکا۔ یہاں تک کہ ۱۳۶۹ھ بمطابق ۱۹۴۹ء کو آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور ''فتح الملہم'' کا یہ کام تشنۂ تکمیل رہ گیا۔ تقریباً پچاس سال کا عرصہ اسی طرح گذر گیا، یہاں تک کہ شرح ہذا کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد تقی عثمانی کو منتخب فرمایا۔ انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع کے حکم پر ۲۵ جمادی الاول ۱۳۹۶ھ کو اس کام کا آغاز کیا اور تقریباً پونے انیس سال کی خاموش محنت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ۲۶ صفر ۱۴۱۵ھ کو مولانا محمد تقی عثمانی کے ہاتھوں سے ''فتح الملہم'' کی تکمیل فرمادی۔ محمد تقی عثمانی صاحب موجودہ دور کے عظیم محقق، مدبر، مفسر، محدث اور مفکر ہیں۔ موصوف کی اس شرح میں یک جا اتنا محدثانہ اور محققانہ مواد مل جاتا ہے کہ صرف اسی ایک تصنیف کو متعلقہ مباحث میں ایک کتب خانہ کے قائم مقام قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس طرح یہ تصنیف اساتذۂ حدیث اور طالبان علوم نبوت کے لیے ایک گراں قدر علمی تحفہ، مباحث، معلومات، فوائد و نکات اور نادر تحقیقات و تنقیحات کا ایسا خزانہ بن گئی ہے جو انہیں سینکڑوں کتابوں کی ورق گردانی سے محفوظ کر دیتی ہے۔ مقالہ ہذا تکملہ فتح الملہم کی نحوی ابحاث سے متعلق ہے۔

قرآن وسنت اور علومِ عربیہ کے حصول کے لیے صرف و نحو بنیاد اور ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں، اسی لیے کہا گیا:

"الصرف أم العلوم والنحو أبوها"۔ (۱)

اگر نحو کمزور ہو تو باقی علوم پڑھنے میں لطف نہیں آتا۔ علم نحو وہ علم ہے جس میں اسم، فعل اور حرف کو جملہ بنانے کی ترکیب اور ہر کلمہ کے آخری حرف کی حالت معلوم ہو۔ اس علم کے موضوع کے حوالے سے مولانا ارشاد احمد رقمطراز ہیں:

''علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے کیونکہ نحو میں کلمہ اور کلام کے عوارضِ ذاتیہ و احوالِ ذاتیہ مثلاً منصرف، غیر منصرف، معرب، مبنی، مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث، مرکب تام، ناقص، وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے''۔ (۲)

اس علم کی غرض لفظی اغلاط سے بچانا اور اس کا حصول فرض کفایہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

"تعلّموا النحو كما تعلمون السنن والفرائض"۔ (۳)

''علم نحو سیکھو جیسا کہ تم سنن اور فرائض سیکھتے ہو''۔

اسی طرح ایوب سجستانی نے فرمایا:

"تعلّموا النحو فانه جمال للوضيع وتركه هجنة للشريف"۔ (٤)

''نحو سیکھو اس لیے کہ یہ گھٹیا شخص کے لیے باعثِ جمال ہے اور شریف کے لیے اس کا ترک کرنا باعثِ عیب ہے''۔

علمائے کرام کے درج ذیل اقوال:

"النحو في الكلام كالملح في الطعام، النحو للعلوم كالضّو للنجوم، النحو في الكلام كالضّوء في الظلاّم"۔ (٥)

بھی اس علم کی ضرورت و اہمیت پر دلالت کرتے ہیں۔

الفاظ و کلماتِ احادیث کی نحوی تنقیح

مفتی تقی عثمانی صاحب نے متونِ احادیث کے الفاظ کی نحوی تنقیح کی ہے اور کلمات کے اندر الفاظ کی حیثیت متعین کی ہے کہ آیا ''ماء'' موصولہ ہے، سببیہ ہے یا نافیہ، المخففہ ہے یا ثقیلہ اور لام، لامِ امر ہے یا لام کی وغیرہ، نیز

الفاظ کے منصوب، مرفوع، مجزوم، واحد، جمع، مذکر، مؤنث، متضاد، منصرف و غیر منصرف اور تصغیر پر مبنی ہونے کی صراحت بھی کی ہے۔ بطورِ نمونہ چند امثلہ پیش کی جا رہی ہیں۔

مولانا تقی عثمانی صاحب نے الفاظِ احادیث کے منصوب ہونے کی تصریح فرمائی ہے جیسا کہ درج ذیل امثلہ سے معلوم ہوگا:

۱۔ کتاب "المساقاة والمزارعة" باب "بيع الطعام مثلا بمثل" کی حدیثِ مبارکہ:

"حدثنی اسحاق بن منصور، حدثنا عبيد الله بن موسى، عن شيبان، عن يحيى، عن أبى سلمة، عن أبى سعيد، قال: كنا نرزق تمر الجمع على عهد رسول الله ﷺ، وهو الخلط من التمر، فكنا نبيع صاعين بصاع، فبلغ ذلك رسول الله ﷺ، فقال: لا صاعى تمر بصاع، ولا صاعى حنطة بصاع، ولا درهم بدرهمين"۔ (٦)

کے الفاظ "لا صاعى تمر" کی شرح میں مفتی تقی عثمانی صاحب نے بیان کیا:

"منصوب على كونه اسم لا لنفى الجنس"۔ (٧)

''لائے نفی جنس کا اسم ہونے کی بناء پر منصوب ہے''۔

۲۔ کتاب "الجهاد والسير" باب "صلح الحديبية" کی حدیثِ مبارکہ:

"وحدثنا نصر بن على الجهضمى، حدثنا خالد بن الحارث، حدثنا سعيد بن أبى عروبة، عن قتادة: أن أنس بن مالك حدثهم، قال: لما نزلت "اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَلَکَ اللّٰهُ" الى قوله "فَوْزًا عَظِيْمًا" مرجعه من الحديبية، وهم يخالطهم الحزن والكآبة، وقد نحر الهدى بالحديبية فقال: لقد أنزلت على آية هى أحبّ الى من الدنيا جميعا"۔ (٨)

کے خط کشیدہ الفاظ کی تصریح میں صاحبِ تکملہ نے ذکر کیا:

"منصوب على الظرفية"۔ (٩)

''ظرفیت کی بناء پر منصوب ہے''۔

احادیثِ نبویہ کے الفاظ کے منصوب ہونے کے حوالے سے مفتی تقی عثمانی صاحب نے متقدمین شارحین کی تحقیقات بھی نقل کی ہیں جیسا کہ درج ذیل امثلہ سے معلوم ہوگا:

۱۔ کتاب "اللقطة" باب "الضيافة ونحوها" کی حدیثِ مبارکہ:

"حدثنا قتيبة بن سعد، حدثنا ليث، عن سعيد بن أبى سعيد، عن أبى شريح العدوى أنه قال: سمعت أذناى، وأبصرت عيناى حين تكلم رسول الله ﷺ، فقال: من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه جائزته- قالوا: وما جائزته يا رسول الله؟ قال: يومه وليلته- والضيافة ثلاثة أيام، فمن كان وراء ذلک فهو صدقة عليه- وقال: من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرا أو ليصمت"- (۱۰)

کے الفاظ "فليكرم ضيفه جائزته" کی شرح کے تحت صاحبِ تکملہ شرح الاَبی کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

"الضيف منصوب على كونه مفعولا به للاكرام، و "جائزته" منصوب على أنه بدل اشتمال، والمراد: فليكرم جائزة ضيفه ---- وقيل: انه منصوب باسقاط حرف الجر ---والأول أصح"- (۱۱)

''**الضیف** کا لفظ الاکرام کے لیے مفعول بہ ہونے کی بناء پر منصوب ہے اور ''**جائزتہ**'' کا لفظ اپنے سے ما قبل سے بدل اشتمال کی وجہ سے منصوب ہے--- اور کہا گیا: کہ یہ حرفِ جر کے ساتھ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے---اور اول زیادہ صحیح ہے''-

۲- کتاب "الفضائل" باب "فی معجزات النبی ﷺ" کی حدیثِ مبارکہ:

"حدثنا عبد الله بن مسلمة بن قعنب، حدثنا سليمان بن بلال، عن عمرو بن يحيى، عن عباس بن سهل بن سعد الساعدى، عن أبى حميد، قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ غزوة تبوک- فأتينا وادى القرى على حديقة لامرأة - فقال رسول الله ﷺ: اخرصوها- فخرصناها- وخرصها رسول الله ﷺ عشر أوسق- وقال: أحصيها حتى نرجع اليک، ان شاء الله- وانطلقنا- حتى قدمنا تبوک- فقال رسول الله ﷺ: ستهب عليكم الليلة ريح شديدة- فلا يقم فيها أحد منكم- فمن كان له بعير فليشد عقاله- فهبت ريح شديدة- فقام رجل فحملته الريح حتى ألقته بجبلى طيئ - وجآء رسول ابن العلماء، صاحب أيلة، الى رسول الله ﷺ و أهدى له بغلة بيضاء- فكتب اليه رسول الله ﷺ وأهدى له بردا، ثم أقبلنا حتى قدمنا وادى القرى- فسأل رسول الله ﷺ المرأة عن حديقتها: كم بلغ ثمرها؟ فقالت: عشرة أوسق"- (۱۲)

کے الفاظ "فقالت عشرة اوسق" کی شرح میں مفتی تقی عثمانی صاحب نے بدر الدین عینی کی تحقیقات یوں نقل کیں:

"بنصب عشرة على أنه منصوب بنزع الخافض، اى جاء بمقدار عشرة أوسق، أو نصب على الحال، ويجوز أن يعطى لقوله "جاء" حكم الأفعال الناقصة، فيكون "عشرة" خبرا له"۔ (١٣)

"عشرة"کے نصب کے ساتھ، اس بناء پر کہ یہ حرفِ جارہ کے کھینچنے کے ساتھ منصوب ہے، یعنی "جآء بمقدار عشرة أوسق" یا حال کی بناء پر نصب ہے اور ممکن ہے کہ اس کے قول "جاء" کو افعالِ ناقصہ کا حکم دیا جائے پس "عشرة" کا لفظ اس کی خبر ہو''۔

مفتی تقی عثمانی صاحب نے الفاظِ احادیث کے مرفوع و مجزوم ہونے کی تصریح بھی فرمائی ہے، چند امثلہ بطورِ نمونہ دیکھیے :

١۔ کتاب "الجهاد والسير" باب "الوفاء بالعهد" کی حدیثِ مبارکہ:

"وحدثنا أبوبكر بن أبى شيبة، حدثنا أبوأسامه، عن الوليد بن جميع، حدثنا أبو الطفيل، حدثنا حذيفة بن اليمان، قال: ما منعنى أن أشهد بدرا الا أنى خرجت أنا وأبى حسيل، قال: فأخذنا كفار قريش قالوا: انكم يريدون محمّدا، فقلنا: ما نريده، ما نريد الاّ المدينة، فأخذوا منّا عهد الله وميثاقه لننصرفن الى المدينة ولا نقاتل معه، فأتينا رسول الله ﷺ، فأخبرناه الخبر، فقال: انصرفا نفى لهم بعهدهم، ونستعين الله عليهم"۔ (١٤)

کے الفاظ "أبى حسيل" کی شرح میں مفتی تقی عثمانی صاحب نے بیان کیا:

"مرفوع على أنه بدل من قوله "أبى"۔ (١٥)

"حسيل" ان کے قول "أبى" سے بدل ہونے کی بناء پر مرفوع ہے''۔

٢۔ کتاب ''الامارۃ'' باب "قوله ﷺ: لا تزال طائفة من امتى ظاهرين على الحق لا يضرّهم من خالفهم" کی حدیثِ مبارکہ:

"وحدثنى اسحاق بن منصور، أخبرنا كثير بن هشام، حدثنا جعفر، وهو ابن برقان، حدثنا يزيد بن الأصم، قال: سمعت معاوية بن أبى سفيان ذكر حديثا رواه عن النبى ﷺ لم أسمعه، روى عن النبى ﷺ على منبره حديثا غيره، قال: قال رسول الله ﷺ: من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين، ولا تزال عصابة من المسلمين يقاتلون على الحق ظاهرين على من ناوأهم الى يوم القيامة"۔ (١٦)

کے الفاظ "یفقهه فی الدین" کے بارے میں موصوف نے واضح کیا:

"مجزوم علی کونه جواب الشرط"۔ (۱۷)

''جوابِ شرط ہونے کی بناء پر مجزوم ہے''۔

مفتی تقی عثمانی صاحب نے متونِ احادیث کے کلمات میں الفاظ کی حیثیت متعین کی ہے، جیساکہ درج ذیل امثلہ سے واضح ہوگا:

۱۔ کتاب ''الرضاع'' باب "انما الرضاعة من المجاعة" کی حدیثِ مبارکہ:

"حدثنا هناد بن السری، حدثنا أبو الأحوص، عن أشعث بن أبی الشعثاء، عن أبیه، عن مسروق، قال: قالت عائشة: دخل علی رسول الله ﷺ، وعندی رجل قاعد، فاشتد ذلک علیه ورأیت الغضب فی وجهه، قالت: فقلت: یا رسول الله؟ انه اخی من الرضاعة، فقال: أنظرن اخوتکن من الرضاعة، فانما الرضاعة من المجاعة"۔ (۱۸)

کے الفاظ "فانما الرضاعة من المجاعة" میں ''فاء'' کے بارے میں موصوف نے تصریح کی:

"الفاء فیه للتعلیل"۔ (۱۹)

''فاء اس میں علت بیان کرنے کے لیے ہے''۔

۲۔ کتاب "الفرائض" باب "من ترک ما لا فلو رثته" کی حدیثِ مبارکہ:

"حدثنی محمد بن رافع، حدثنا شبابة، قال: حدثنی ورقاء، عن أبی الزناد، عن الأعرج، عن أبی هریرة، عن النبی ﷺ قال: والذی نفس محمد بیده: ان علی الأرض من مؤمن الا أنا أولی الناس به، فأیکم ما ترک دینا أو ضیاعا فانا مولاه، وأیکم ترک ما لافالی العصبة من کان"۔ (۲۰)

کے الفاظ "فایکم ما ترک دینا" کے تحت جسٹس صاحب نے بیان کیا:

"ما" هذه زائدة لتأکید التعمیم"۔ (۲۱)

''عموم کی تاکید کے لیے ''ما'' زائدہ لایا گیا''۔

۳۔ کتاب "الشعر" کی حدیثِ مبارکہ:

"حدثنا یحیی بن یحیی، أخبرنا المعتمر بن سلیمان، ح وحدثنی زهیر بن حرب، حدثنا عبد الرحمن بن مهدی، کلاهما عن عبد الله بن عبد الرحمن الطائفی، عن عمرو بن الشرید، عن

أبیه، قال: استنشدنی رسول الله ﷺ، بمثل حدیث ابراهیم بن میسرة۔ وزاد: قال: ان كاد لیسلم۔ وفی حدیث ابن مهدی قال: فلقد كاد یسلم فی شعره"۔ (۲۲)

کے الفاظ "ان كاد یسلم" میں ''ان'' کی بابت مفتی تقی عثمانی صاحب نے ذکر کیا:

"ان ههنا مخففة من المثقلة"۔ (۲۳)

''ان یہاں تخفیف والا ہے، ثقیل نہیں''۔

مفتی تقی عثمانی صاحب نے متونِ احادیث کے الفاظ کے بارے میں مرکبِ اضافی و توصیفی ہونے کے حوالے سے بھی بحث کی ہے، جیسا کہ درج ذیل امثلہ سے واضح ہوگا۔

۱۔ کتاب "الرؤیا" کی حدیثِ مبارکہ:

"حدثنا محمد بن أبی عمر المكی، حدثنا عبد الوهاب الثقفی، عن أیوب السختیانی، عن محمد بن سیرین، عن أبی هریرة، عن النبی ﷺ قال: اذا اقترب الزمان لم تكد رؤیا المسلم تكذب۔ أصدقكم رؤیا أصدقكم حدیثا۔ ورؤیا المسلم جزء من خمس وأربعین جزء ا من النبوة۔ والرؤیا ثلاثة: فرؤیا الصالحة بشری من الله، ورؤیا تحزین من الشیطان، ورؤیا مما یحدث المرء نفسه، فان رأی أحدكم ما یكره، فلیقم فلیصل۔ ولا یحدث بها الناس ۔۔۔" (۱٤)

کے الفاظ "فرؤیا الصالحة" کی شرح میں مفتی تقی عثمانی صاحب نے بیان کیا:

"وهذا من قبیل اضافة الموصوف الی الصفة"۔ (۲۵)

''یہ موصوف کی صفت کی طرف اضافت کے قبیل سے ہے''۔

۲۔ کتاب "الفتن وأشراط الساعة" باب "ذكر الدجال وصفة وما معه" کی حدیثِ مبارکہ:

"حدثنی أبو خیثمة زهیر بن حرب، حدثنا الولید بن مسلم، حدثنی عبدالرحمن بن یزید بن جابر، حدثنی یحیی بن جابر الطائی قاضی حمص، حدثنی عبدالرحمن بن جبیر، عن أبیه جبیر بن نفیر الحضرمی، أنه سمع النواس بن سمعان الكلابی، ح و حدثنی محمد بن مهران الرازی، واللفظ له، حدثنا الولید ابن مسلم، حدثنا عبدالرحمن بن یزید بن جابر، عن یحیی بن جابر الطائی، عن عبدالرحمن جبیر بن نفیر، عن أبیه جبیر بن نفیر، عن النواس بن سمعان، قال: ذكر رسول الله ﷺ الدجال ذات غداة۔ فخفّض فیه ورفع۔ حتی ظننّاه فی

طائفة النخل- فلما رحنا اليه عرف ذلک فينا- فقال: ما شأنكم؟ قلنا: يا رسول الله ﷺ! ذكرت الدجال غداة، فخفّضت فيه ورفعت، حتى ظنناه فى طائفة النخل- فقال: غير الدجال اخوفنى عليكم- ان يخرج، وأنا فيكم، فانا حجيجه دونكم- وان يخرج، ولست فيكم فامرؤ حجيج نفسه---"- (٢٦)

کے الفاظ "حجيج نفسه" کی شرح میں صاحبِ تکملہ یوں رقمطراز ہیں:

"مضاف ومضاف اليه"- (٢٧)

''مضاف اور مضاف الیہ ہے''۔

اگر کسی مرکب کے اضافی یا توصیفی ہونے کے بارے میں شارحین کی آراء مختلف ہوں، تو مصنف موصوف اس کا بھی تذکرہ کرتے ہیں جیسا کہ کتاب "اللباس والزينة" باب "تحريم استعمال اناء الذهب---" کی حدیثِ مبارکہ:

"حدثنا يحيى بن يحيى، قال: قرأت على مالک عن نافع، عن ابن عمر: ان عمر بن الخطاب رأى حلة سيرا عند باب المسجد فقال: يا رسول الله! لو اشتريت هذه فلبستها للناس يوم الجمعة، وللوفد اذا قدموا عليک! فقال رسول الله ﷺ: انما يلبس هذه من لا خلاق له فى الآخرة، ثم جاء ت رسول الله ﷺ منها حلل، فأعطى عمر منها حلة- فقال عمر: يا رسول الله! كسوتنيها وقد قلت فى حلة عطارد ما قلت؟ فقال رسول الله ﷺ انى لم أكسكها لتلبسها فكساها عمر أخا له مشركاء بمكة"- (٢٨)

کے الفاظ "حلة سيراء" کی شرح کے تحت صاحبِ تکملہ نے شارحین کا اختلاف یوں ذکر کیا:

"ثم اختلف مشايخ الحديث فى "حلّة سيراء" هل هو مركب وصفى أو اضافى- فجزم القرطبى والخطابى بأنه مركب وصفى بتنوين "حلّة"، و "سيراء" صفة له أو عطف بيان وحكى عياض عن متقنى شيوخه أنه بالاضافة، وقال النووى: انه قول المحققين ومتقنى العربية- وأنه من اضافة الشيئ لصفته، كما قالوا: ثوبُ خَزّ"- (٢٩)

''مشائخ حدیث میں "حلّة سيراء" کے بارے میں اختلاف ہوا، کیا یہ مرکبِ اضافی ہے یا مرکب توصیفی؟ قرطبیؒ اور خطابی نے یقین کیا کہ یہ ''حلّة'' کی تنوین کے ساتھ مرکبِ توصیفی ہے، ''سیراء'' اس کی صفت ہے یا عطف بیان ہے اور قاضی عیاض نے اپنے پختہ شیوخ سے نقل کیا کہ یہ اضافت ہے اور امام نووی نے

کہا: یہ محققین اور عربی کے پختہ ماہرین کا قول ہے اور یہ کسی چیز کی اضافت اس کی صفت کی طرف ہے، جیسا کہ انہوں نے کہا: "ثوبُ خَزّ"۔

مفتی تقی عثمانی صاحب متونِ احادیث کے الفاظ کے مبتداء اور خبر ہونے کی صراحت بھی کرتے ہیں۔ بطورِ نمونہ چند امثلہ دیکھیے:

۱۔ کتاب "البر والصلة والآداب" باب "النهى عن السباب" کی حدیثِ مبارکہ:

"حدثنا يحيى بن أيوب وقتيبة وابن حجر، قالوا: حدثنا اسماعيل۔ يعنون ابن جعفر۔ عن العلاء عن أبيه، عن أبى هريرة، أن رسول الله ﷺ قال، المستبان ما قالا فعلى البادئ، ما لم يعتد المظلوم"۔ (۳۰)

کے خط کشیدہ الفاظ کی شرح میں موصوف نے بیان کیا:

"المستبان مبتدأ، والجملة بعده، أى "ما قالا، فعلى البادئ" خبره"۔ (۳۱)

''المستبان مبتداء ہے اور اس کے بعد جملہ "ما قالا، فعلى البادئ" اس کی خبر ہے''۔

۲۔ کتاب "الذکر والدعاء" باب "فضل التهليل والتسبيح والدعاء" کی حدیثِ مبارکہ:

"حدثنا محمد بن عبد الله بن نمير وزهير بن حرب وأبو كريب ومحمد بن طريف البجلى، قالوا: حدثنا ابن فضيل عن عمارة بن القعقاع، عن أبى زرعة، عن أبى هريرة، قال: رسول الله ﷺ: كلمتان خفيفتان على اللسان، ثقيلتان فى الميزان، حبيبان الى الرحمن: سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم"۔ (۳۲)

کے الفاظ "كلمتان خفيفتان على اللسان" کی توضیح صاحبِ تکملہ نے یوں کی:

"كلمتان"، هو الخبر، و "خفيفتان على اللسان"، وما بعده صفة له، والمبتدأ "سبحان الله وبحمده"۔ (۳۳)

"كلمتان" خبر ہے، "خفيفتان على اللسان" اور اس کا مابعد اس کی صفت ہے اور مبتدأ "سبحان الله وبحمده" ہے''۔

واحد اور جمع

کسی اسم کی تعداد ظاہر کرنے کے لیے اردو، فارسی، انگریزی اور دیگر تمام زبانوں میں عدد کی صرف دو قسمیں واحد اور جمع ہیں۔ مگر عربی زبان میں تعداد ظاہر کرنے کے لیے اسم کی تین اقسام ہیں: واحد، تثنیہ اور جمع۔

ایک شخص یا چیز کو ظاہر کرنے والا اسم واحد، دو اشخاص یا اشیاء کو ظاہر کرنے والا اسم تثنیہ اور دو سے زائد افراد یا اشیاء کو ظاہر کرنے والا اسم جمع کہلاتا ہے۔ مولانا تقی عثمانی صاحب نے متونِ احادیث کے مفرد الفاظ کی جمع اور جمع الفاظ کی واحد ذکر کرنے کا بالخصوص اہتمام کیا ہے۔

واحد کی جمع

اگر متونِ احادیث کے الفاظ میں سے کوئی لفظ واحد ہو تو صاحبِ تکملہ اس کی جمع ذکر کرتے ہیں، جیسا کہ درج ذیل نظائر سے واضح ہو گا۔

العكة: "جمعه عكك"۔ (٣٤)

''العکۃ کی جمع عکک ہے''۔

القليب: "جمعه أقلبة"۔ (٣٥)

''القلیب کی جمع أقلبۃ ہے''۔

الشيمة: "جمعه شيم"۔ (٣٦)

''الشیمۃ کی جمع شیم ہے''۔

البيداء: "جمعها بيد"۔ (٣٧)

''البیداء کی جمع بید ہے''۔

جمع کی واحد

اگر متونِ احادیث کے الفاظ میں سے کوئی لفظ جمع کا ہو تو مفتی تقی عثمانی صاحب اس کی واحد ذکر کرتے ہیں جیسا کہ درج ذیل امثلہ سے واضح ہوتا ہے۔

الحجر: "جمع حجرة"۔ (٣٨)

''الحجر ''حجرۃ'' کی جمع ہے''۔

الفرائض: "جمع فريضة"۔ (٣٩)

''الفرائض ''فریضۃ'' کی جمع ہے''۔

برام: "جمع برمة"۔ (٤٠)

''برام ''برمۃ'' کی جمع ہے''۔

الزلف: "جمع زلفة"۔ (٤١)

''الزلف ''زلفۃ'' کی جمع ہے''۔

بعض مقامات پر مفتی تقی عثمانی صاحب نے جمع قلّت اور جمع کثرت کا بھی ذکر کیا ہے۔ بطورِ نمونہ چند امثلہ ملاحظہ کریں:

طب: "والجمع في القلّة أطبّة، وفي الكثرة أطبّاء"۔ (٤٢)

''طب کی جمع قلّت اطبۃ اور جمع کثرت اَطبّاء ہے''۔

الديكة: جمع ديک، ويجمع في القلة على أدياک، وفي الكثرة على ديوک وديكة"۔ (٤٣)

"الديكة دیک کی جمع ہے اور قلّت میں جمع اَدیاک اور کثرت میں دیوک اور دیکۃ ہے''۔

اگر متونِ احادیث کا کوئی لفظ جمع الجمع (جمع کی جمع) کا ہو تو تقی صاحب اس کی مفرد اور جمع کا بھی ذکر کرتے ہیں، جیسا کہ لفظ الاَسارير کی شرح کے تحت واضح کیا:

الاسارير: "مفردها مسر، وجمعه أسرار وسرار و سرر وجمع جميعها أسارير"۔ (٤٤)

''اَسارير کی مفرد سر ہے اور اس کی جمع اَسرار، سرار اور سرر ہے اور ان سب کی جمع اَسارير ہے''۔

تذکیر و تانیث

جنس کے اعتبار سے اسم دو قسم کا ہوتا ہے: مذکر جیسے "اُخ" (بھائی) اور مؤنث جیسے "اُخت" (بہن)۔

مذکر وہ اسم ہے جس میں علامتِ تانیث نہ ہو جیسے "وَلَد" (لڑکا) "حِصَان" (گھوڑا) جب کہ مؤنث وہ اسم ہے جس میں علامتِ تانیث پائی جاتی ہو جیسے "اِمْرَاَۃ'' (عورت)، "صُغْریٰ" (چھوٹی)۔

مفتی تقی عثمانی صاحب نے بعض مقامات پر متونِ احادیث کے الفاظ کی تذکیر و تانیث بھی بیان کی ہے، جیسا کہ درج ذیل امثلہ سے واضح ہوتا ہے۔

الحدثى: "هى تانيث الأحدث"۔ (٤٥)

''الحدثی، الاَحدث کی تانیث ہے''۔

العجماء:"مؤنث الأعجم"۔ (٤٦)

''العجماء، الاعجم کی مؤنث ہے''۔

الجفرة: "بفتح الجيم وسكون الفاء انثى ولد المعز --- والذكر جفر"۔ (٤٧)

''جیم کی زبر اور فاء کے سکون کے ساتھ بھیڑ کا چھوٹا مؤنث بچہ ہے---اور مذکر جفر ہے''۔

ورقاء: "تانيث الأورق"۔ (٤٨)

''ورقاء، اَورق کی تانیث ہے''۔

اگر کوئی لفظ مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے مستعمل ہو تو مفتی تقی عثمانی صاحب نے اس کی تصریح بھی کر دی ہے۔اس منہج کی توضیح درج ذیل امثلہ سے کی جا سکتی ہے۔

الدرع: "الدرع بالكسر يذكر ويؤنث"۔ (٤٩)

''درع زیر کے ساتھ مذکر و مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے''۔

القليب: "يذكر و يؤنث"۔ (٥٠)

''القلیب مذکر اور مؤنث دونوں طرح مستعمل ہے''۔

الفاظ متضاد

دیگر زبانوں کی طرح عربی زبان میں بھی الفاظ متضاد پائے جاتے ہیں۔ مفتی تقی عثمانی صاحب نے متونِ احادیث کے الفاظ کی تشریح ان کے متضادات بیان کرنے کے ساتھ بھی کی ہے، جیسا کہ درج ذیل امثلہ سے واضح ہوگا۔

البغض: "ضد الحب"۔ (٥١)

''بغض، محبت کی ضد ہے''۔

الجبن: "وهو ضد الشجاعة"۔ (٥٢)

''بزدلی، بہادری کی ضد ہے''۔

منصرف اور غیر منصرف

اسم معرب کی دو اقسام ہیں: منصرف اور غیر منصرف

منصرف وہ اسم ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے کوئی سبب نہ ہو اور اس پر حرکات ثلاثہ اور تنوین آتی ہو، جیسے "جَاءَنِيْ زَيْد"، "رَأَيْتُ زَيْداً"، "مَرَرْتُ بِزَيْدٍ"۔ جب کہ غیر منصرف وہ اسم ہے، جس میں اسبابِ منع صرف

میں سے دو سبب موجود ہوں یا ایک ایسا سبب موجود ہو، جو دو سببوں کے قائم مقام ہو اور جس پر تنوین اور کسرہ نہ آتا ہو، جیسے "جَآء نِیْ اَحْمَدُ"، "رَاَیْتُ اَحْمَدَ"، "مَرَرْتُ بِاَحْمَدَ"۔

مفتی تقی عثمانی صاحب نے الفاظ کے منصرف اور غیر منصرف ہونے کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس ضمن میں اکثر مقامات پر موصوف نے متقدمین شارحین کی تحقیقات سے استفادہ کیا ہے۔ بطورِ نمونہ چند امثلہ دیکھیے :

ملوک غسان: "الاشهر أنه غير منصرف، وقيل منصرف افاده النووى"۔ (٥٣)

''زیادہ مشہور یہ ہے کہ یہ غیر منصرف ہے، اور کہا گیا: منصرف ہے، امام نووی نے اس کا فائدہ پہنچایا''۔

سیاہ: "مصروف مع كونه عجميا"۔ (٥٤)

''سیاہ عجمی لفظ ہونے کے باوجود منصرف ہے''۔

سرغ: "ويجوز صرفه وتركه"۔ (٥٥)

''سرغ کو منصرف اور غیر منصرف پڑھنا جائز ہے''۔

لغاتِ اضداد

لغاتِ اضداد عربی زبان کا ایک مستقل باب ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بعض الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں مثلاً لفظ "نَہَلَ" پیاسا ہونے اور سیر ہونے دونوں کے لیے مستعمل ہے۔ اسی طرح ''ذَابَ'' کے معنی پگھلنا اور جم جانا اور ''وَرَاء'' کے معانی آگے اور پیچھے دونوں کے ہیں۔ عربی زبان میں ایسے الفاظ کی اس قدر کثرت ہے کہ علماء نے لغاتِ اضداد کو مستقل طور پر اپنی کتب کا موضوع بنایا ہے۔ مفتی تقی عثمانی صاحب نے بھی اپنے تکملہ میں ایسے الفاظ کی نشاندہی کی ہے۔

الشف: "بالكسر من الأضداد، يطلق على الزيادة والنقصان جميعا"۔ (٥٦)

''الشف زیر کے ساتھ اضداد میں سے ہے، اس کا اطلاق زیادتی اور نقصان دونوں پر ہوتا ہے''۔

البلاء: "وهو من الاضداد، قال اهل اللغة: البلاء يكون منحة ويكون محنة"۔ (٥٧)

''یہ اضداد میں سے ہے، اہل لغت نے کہا: البلاء عطیہ بھی ہوتا ہے اور مشقت بھی ہوتی ہے''۔

خفی: "وذكر أهل اللغة أن كلمة "خفى" من الأضداد، فتأتى بمعنى "ظهر" كما تأتى بمعنى "استتر"۔(٥٨)

''اہلِ لغت نے ذکر کیا کہ خفی کا کلمہ اضداد میں سے ہے یہ "ظهر" کے معانی میں بھی آتا ہے، جیسے "استتر" کے معانی میں آتا ہے''۔

تصغیر

تصغیر وہ اسم ہے جس سے کسی چیز کی چھوٹائی، ترحم یا عظمت معلوم ہو۔ اگر احادیث کے متون میں سے کوئی لفظ کسی لفظ کی تصغیر پر مبنی ہو، تو مفتی تقی عثمانی صاحب نے اس کی صراحت بھی کی ہے، جیساکہ درج ذیل امثلہ سے معلوم ہوتا ہے۔

المرية: "تصغير المرأة"۔ (٥٩)

''المریۃ، المرأۃ کی تصغیر ہے''۔

جزيعة: "تصغير جزعة"۔ (٦٠)

''جزیعۃ''جزعۃ کی تصغیر ہے۔

عريساً: "هو تصغير عروس"۔ (٦١)

''وہ عروس کی تصغیر ہے''۔

احادیثِ نبویہ کی معنویت کا تنوع

مفتی تقی عثمانی صاحب متعدد تلفظات کے اعتبار سے نحوی ترکیب کی وضاحت کرتے ہوئے احادیثِ نبویہ ﷺ کی معنویت کا تنوع بیان کرتے ہیں جیساکہ درج ذیل امثلہ سے واضح ہوگا۔

۱۔ کتاب اللعان کی حدیثِ مبارکہ:

"عن المغيرة بن شعبة قال: قال سعد بن عبادة، لو رأيت رجلا مع امرأتى لضربته بالسيف غير مصفح عنه، فبلغ ذلک رسول الله ﷺ فقال: أتعجبون من غيرة سعد؟ فو الله لأنا أغير منه، والله أغير منى، من أجل غيرة الله حرم الفواحش ما ظهر منها وما بطن، ولا شخص أغير من الله، ولا شخص أحب اليه العذر من الله، من أجل ذلک بعث الله المرسلين مبشرين ومنذرين، ولا شخص أحب اليه المدحة من الله، من أجل ذلک وعد الله الجنة"۔ (٦٢)

کے الفاظ "أحب اليه العذر" کی شرح کے تحت مصنف موصوف نے بیان کیا:

"هو برفع "أحب" خبر مقدم لقوله "العذر" وخبر "لا" محذوف، والتقدير: لا أحد موجود وبفتح، "احب"، صفة لقوله "شخص" و "العذر" فاعله وخبر "لا" محذوف"۔(٦٣)

''أحب رفع کے ساتھ اس کے قول ''العذر'' کے لیے خبر مقدم ہے اور لا کی خبر محذوف ہے اور عبارتِ مقدرہ ''**لا أحد موجود**'' ہو گی اور اَحب کے فتحہ کے ساتھ اس کے قول '' شخص'' کی صفت ہے اور ''عذر'' اس کا فاعل بنے گا اور ''لا'' کی خبر محذوف ہو گی''۔

۲۔ کتاب ''الرؤیا'' باب "رؤیا النبی ﷺ" کی حدیثِ مبارکہ:

"عن ابی موسی، عن النبی ﷺ قال: رأیت فی المنام أنی أهاجر من مکة الی أرض بها نخل. فذهب وهلی الی أنها الیمامة أو هجر. فاذا هی المدینة یثرب. ورأیت فی رؤیای هذه أنی هززت سیفا، فانقطع صدره، فاذا هو ما أصیب من المؤمینین یوم أحدا. ثم هززته أخری فعاد أحسن ما کان. فاذا هو ما جاء الله به من الفتح واجتماع المؤمینین ورأیت فیها أیضا بقرا، والله خیر. فاذا هم النفر من المؤمینین یوم أحد. واذا الخیر ما جاء الله به من الخیر بعد، وثواب الصدیق الذی آتانا الله بعد یوم بدر". (٦٤)

کے خط کشیدہ الفاظ "آتانا الله بعد یوم بدر" کی شرح میں صاحبِ تکملہ رقمطراز ہیں:

"روی بضم دال "بعدُ" وفتح "یومَ" علی أنه ظرف لقوله: "آتاه"، وروی بفتح دال "بعدَ" وکسر "یومِ" علی أنه مضاف الیه". (٦٥)

''قول ''آتاہ'' کا ظرف ہونے کی بناء پر دال کی پیش ''بعدُ'' اور میم کی زبر ''یومَ'' کے ساتھ روایت کیا گیا اور مضاف الیہ ہونے کی بناء پر دال کی زبر ''بعدَ'' اور میم کی زیر ''یومِ'' کے ساتھ روایت کیا گیا''۔

مولانا تقی عثمانی صاحب نے احادیثِ نبویہ کے الفاظ کے اعراب کے حوالے سے متعدد وجوہ ذکر کی ہیں اور ان وجوہ کا جواز بھی بیان کیا ہے۔ بطور دلیل چند امثلہ بیان کی جائیں گی۔

ا۔ کتاب ''المساقاۃ والمزارعۃ'' باب ''استحباب الوضع من الدین'' کی حدیثِ مبارکہ:

"عن أبی الرجال محمد بن عبدالرحمان أن أمه عمرة بنت عبدالرحمن قالت: سمعت عائشة تقول: سمع رسول الله ﷺ صوت خصوم بالباب، عالیة أصواتهما، واذا أحدهما یستوضع الآخر، ویسترفقه فی شئ، وهو یقول: والله لا أفعل، فخرج رسول الله ﷺ علیهما، فقال: أین المتألی علی الله؟ لا یفعل المعروف، قال: أنا یا رسول الله فله أی ذلک أحب". (٦٦)

کے الفاظ "عالیة أصواتها" کی شرح کے تحت موصوف نے عمدۃ القاری کے حوالے سے بیان کیا:

"ثم ان لفظ "عالية" فى الحديث يجوز فيه الجر والنصب، أما الجر فعلى كونه صفة لخصوم، وأما النصب، فعلى أنه حال۔ والأصوات مرفوع فى كلتا الصورتين على كونه فاعل "عالية"۔ (٦٧)

''حدیث میں کے لفظ میں زیر اور زبر دونوں جائز ہیں، خصوم کی صفت ہونے کی بناء پر جر ہے اور نصب اس بناء پر ہے کہ یہ حال ہے اور "الاصوات" کا لفظ دونوں صورتوں میں مرفوع ہے، اس لیے کہ یہ "عالية" کا فاعل ہے''۔

۲۔ کتاب "الفتن وأشراط الساعة" باب ''قرب الساعة'' کی حدیثِ مبارکہ:

"يعقوب عن أبى حازم، أنه سمع سهلا يقول: سمعت النبى ﷺ يشير باصبعه التى تلى الابهام والوسطى، وهو يقول: بعثت أنا والسّاعة هكذا"۔ (٦٨)

کے خط کشیدہ الفاظ میں سے "السّاعة" کے بارے میں موصوف نے تصریح کی:

"وقوله السّاعة" يجوز فيه الرفع على كونه معطوفا على ضمير المتكلم المرفوع، ويجوز النصب على كونه مفعولا معه"۔ (٦٩)

''آپ ﷺ کے قول "السّاعة" میں رفع بھی جائز ہے، اس بناپر کہ یہ ضمیر متکلم مرفوع پر معطوف ہو اور اس میں نصب بھی جائز ہے اس بناء پر کہ یہ مفعول معہ ہو''۔

خلافِ قیاس عبارات اور ان کی توجیہات

مفتی تقی عثمانی صاحب نے احادیثِ مبارکہ کے الفاظ و کلمات کے بارے میں نحوی اعتبار سے بھی کلام کیا ہے۔ کلمات میں الفاظ کی حیثیت متعین کی ہے۔ وجوہِ اعراب کی متعدد صورتیں ذکر کی ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی کلام یا عبارت قیاسِ نحوی کے خلاف ہو تو اس کی تصریح کا اہتمام بھی کیا ہے اور اس ضمن میں بعض مقامات پر عبارات کے نحوی قیاس کے خلاف ہونے کے تذکرہ پر اکتفا کیا ہے، جب کہ بعض مقامات پر نحوی قیاس کے خلاف ہونے کے حوالے سے توجیہات بھی بیان کی ہیں۔ تکملہ کے بالاستیعاب مطالعہ سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ اس ضمن میں بھی مفتی تقی عثمانی صاحب نے بعض مقامات پر ذاتی رائے، بعض مواقع پر متقدمین شارحین کی تحقیقات سے استفادہ کیا ہے۔ ان مختلف مناہج کی توضیح معہ امثلہ درج ذیل ہے۔

ا۔ کتاب "الجهاد والسير" باب "غزوة ذى قرد وغيرها" کی حدیثِ مبارکہ:

"حدثنا قتيبة بن سعيد، حدثنا حاتم، يعنى ابن اسماعيل، عن يزيد بن أبى عبيد، قال: سمعت سلمة بن الأكوع يقول: خرجت قبل أن يؤذّن بالأولى، وكانت لقاح رسول الله ﷺ ترعى بذى قرد، قال: فلقينى غلام لعبد الرحمن بن عوف، فقال: أخذت لقاح رسول الله ﷺ فقلت: من أخذها؟ قال: غطفان، قال: فصرخت ثلاث صرخات: يا صباحاه! قال: فأسمعت ما بين لابتى المدينة، ثم اندفعت على وجهى حتى أدركتهم بذى قرد، وقد أخذوا يسقون من الماء، فجعلت أرميهم بنبلى، وكنت راميا وأقول:

أنا ابن الأكوع والیوم یوم الرضع

---اكوعه بكرة؟---"۔ (۷۰)

کے الفاظ "اكوعه بكرة" کی شرح کے تحت صاحبِ تکملہ نے بیان کیا:

"بضم العين، و"بكرة" مبنى على الفتح، وهذا كلام خارج من القياس النحوى، وانما فرط من لسان الرجل برؤية سلمة تعجبا وفزعا، وتقديره: أهو الأكوع الذى كان يتبعنا ويرتجز لنا بكرة اليوم؟ فعاد يرتجز لنا آخر النهار؟ فقال: "أكوعه" بدل أن يقول: "هو الأكوع" وحذف عامل "بكرة" والتقدير ما قلنا، ونستطيع أن نترجمه الى الأردية بقولنا "وهى صبح والااكوع"۔ (۷۱)

''عین کی پیش کے ساتھ اور ''بکرۃ'' زبر پر مبنی ہے اور یہ کلام قیاس نحوی سے خارج ہے اور یہ سلمہ کو تعجب میں اور گھبرائے ہوئے دیکھ کر اس آدمی کی زبان سے نکلا اور عبارت مقدرہ یہ ہے: کیا یہ وہی اکوع ہے جو ہمارا پیچھا کر رہا تھا اور صبح ہمارے لیے جنگی اشعار پڑھ رہا تھا؟ اب یہ دوبارہ دن کے آخر میں ہمارے لیے شعر پڑھ رہا ہے؟ اس نے "هو الاكوع" کی بجائے "اكوعه" کہہ دیا اور ہم اس کا اردو میں یوں ترجمہ کر سکتے ہیں: وہ صبح والا اکوع ہے''۔

۲۔ کتاب "الاشربة" باب "تحريم الخمر---'' کی حدیثِ مبارکہ:

"عن أنس بن مالك، قال: كنت ساقى القوم يوم حرمت الخمر فى بيت أبى طلحة؛ وما شرابهم الا الفضيخ: البسر والتمر۔ فاذا مناد ينادى، فقال، اخرج فانظر، فخرجت، فاذا مناد ينادى: ألا ان الخمر قد حرمت۔ قال فجرت فى سكك المدينة۔ فقال لى أبو طلحة: اخرج فأمرقها۔ فهرقتها فقالوا۔ أو قال بعضهم: قتل ففلان، وهى فى بطونهم۔ قال: فلا أدرى هو من حديث أنس، فأنزل الله عزوجل "ليس على الذين آمنوا وعملوا الصالحات جناح فيما طعموا اذا ما اتقوا وآمنوا وعملوا الصالحات"۔ (۷۲)

کے الفاظ "فأهرقها" کی شرح میں مفتی تقی عثمانی صاحب نے ذکر کیا:

"أصله "أرقها" وزيدت فيه الهاء على خلاف القياس، وأبدلت الهمزة"۔ (٧٣)

''اس کی اصل "أرقها" ہے، اس میں خلافِ قیاس ھاء زیادہ کر دی گئی ہے اور ہمزہ کو (ھاء سے) بدل دیا گیا ہے''۔

نحوی قیاس کی نشاندہی و صراحت کے ضمن میں بعض مقامات پر مفتی تقی عثمانی صاحب متقدمین علماء و شارحین کرام کی تحقیقات بھی نقل کرتے ہیں مثلاً :

کتاب "الجہاد والسیر" باب "غزوة ذی قرد وغيرها" کی حدیثِ مبارکہ :

"حدثنا قتيبة بن سعيد، حدثنا حاتم، يعنى ابن اسماعيل، عن يزيد بن أبى عبيد، قال: سمعت سلمة بن الأكوع يقول: خرجت قبل أن يؤذّن بالأولى، وكانت لقاح رسول الله ﷺ ترعى بذى قرد۔ قال: فلقينى غلام لعبد الرحمن بن عوف، فقال: أخذت لقاح رسول الله ﷺ فقلت: من أخذها؟ قال: غطفان، قال: فصرخت ثلاث صرخات: يا صباحاه! قال: فأسمعت ما بين لابتى المدينة، ثم اندفعت على وجهى حتى أدركتهم بذى قرد، وقد أخذوا يسقون من الماء فجعلت أرميهم بنبلى، وكنت راميا وأقول:

أنا ابن الأكوع والیوم يوم الرضع

"فحلّيتهم عنه ۔۔۔۔"۔ (٧٤)

کے الفاظ "فحليتهم عنه" کی توضیح میں صاحبِ تکملہ نے ابن اثیر کی تحقیق نقل کرتے ہوئے بیان کیا :

"بالحاء المهملة واللام المشددة، ۔۔۔ والمعروف فى اللغة: حلأت الابل (بتشديد اللام والهمزة فى آخره)، ولعل الهمزة قد قلبت ياء، وليس بالقياس، لأن الياء لا تبدل من الهمزة الّا أن يكون ما قبلها مكسورا، نحو ايلاف وبير، وقد جاء شاذا: "قريت" فى "قرأت"۔(٧٥)

''حاء مہملہ اور لام مشددہ کے ساتھ ۔۔۔ لغت میں مشہور ہے حلّأت الابل (لام کی تشدید کے ساتھ اور آخر میں ہمزہ ہے) شاید یہ ہمزہ یاء سے بدل دیا گیا ہے اور قیاس کا تقاضا ایسا نہیں ہے اس لیے کہ یاء ہمزہ سے تبدیل نہیں ہوتی مگر یہ کہ اس کا ماقبل مکسور ہو، جیسے ایلاف اور بیر اور شاذ طور پر ''قرأت'' میں ''قریت'' آیا ہے''۔

بعض مقامات پر مفتی تقی عثمانی صاحب نے خلافِ قیاس عبارات کی توجیہہ میں شارحین متقدمین کی آراء نقل کرنے کے بعد ذاتی رائے بھی ذکر کی ہے مثلاً :

کتاب "المساقاة والمزارعة" باب "تحریم بیع الخمر" کی حدیثِ مبارکہ :

"عن جابر بن عبد الله، أنه سمع رسول الله ﷺ يقول عام الفتح، وهو بمكة: ان الله ورسوله حرم بيع الخمر، والميتة، والخنزير، والأصنام---"۔ (٧٦)

کے الفاظ "ان الله ورسوله حرم" کی شرح کے تحت صاحبِ تکملہ رقمطراز ہیں:

"كان القياس: "حرما" بصيغة التثنية --- ولكن معظم الروايات وردت بصيغة الافراد"۔(٧٧)

''قیاس کا تقاضا تھا کہ تثنیہ کا صیغہ ''حرما'' کہا جاتا--- لیکن زیادہ روایات مفرد کے صیغہ کے ساتھ آئی ہیں''۔

مفتی تقی عثمانی صاحب نے اس ضمن میں علامہ قرطبیؒ کے حوالے سے صحیح مسلم کی مذکور حدیث کی توجیہہ یوں نقل کی:

"أن النبى ﷺ تأدب مع الله سبحانه، فلم يجمع بينه وبين اسم الله تعالىٰ فى ضمير الاثنين، وقد روى عنه ﷺ أنه أنكر خطيبا قال فى خطبته: "ومن يعصمهما فقد غوى" فقال ﷺ: "بئس الخطيب أنت، قل: ومن يعص الله ورسوله"۔ (٧٨)

''نبی ﷺ نے اللہ کے ساتھ ادب کا معاملہ ملحوظ رکھا اور اپنے اور اللہ کے نام کو دو ضمیروں میں جمع نہیں کیا اور آپ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک خطیب کا انکار کیا (خطیب کو ڈانٹا) جس نے اپنے خطبہ میں "ومن يعصمهما فقد غوى" کہا: آپ ﷺ نے فرمایا: تو بُرا خطیب ہے، "ومن يعص الله ورسوله" کہو''۔

علامہ قرطبیؒ کی اس توجیہہ کی تردید میں صاحبِ تکملہ نے حافظ ابن حجر اور حافظ بدر الدین عینی کی تحقیقات ذکر کیں:

"وقد رد الحافظان العينى والعسقلانى على هذا التوجيه بأنه قد ثبت فى الصحيح تثنية الضمير فى غير حديث، ففى الصحيحين من حديث أنس رضى الله عنه: "فنادى منادى رسول الله ﷺ: ان الله ورسوله ينهيانكم عن لحوم الحمر" وروى ابو داؤد من حديث ابن

مسعود أن رسول الله ﷺ كان اذا تشهد قال: "الحمد لله نحمده و نستعينه الخ" وفيه: "من يطع الله ورسوله فقد رشد ومن يعصمهما فانه لا يضر الا نفسه"۔ (۷۹)

''حافظ ابن حجر اور حافظ بدر الدین عینی نے اس توجیہہ کی تردید کی ہے، کیونکہ صحیح میں کئی احادیث میں تثنیہ کی ضمیر ثابت ہے۔ صحیحین میں حضرت انس کی حدیث ہے: ''رسول ﷺ کے منادی نے اعلان کیا: ان الله ورسوله ينهيانكم عن لحوم الحمر"۔ ابوداؤد نے ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ جب تشہد فرماتے: الحمد لله نحمده ونستعينه فرماتے اور اس میں ہے: "من يطع الله ورسوله فقد رشد، ومن يعصمهما فانه لا يضر الا نفسه"۔

بعد ازاں حافظ ابن حجر اور حافظ بدرالدین عینی کی تحقیقات کی روشنی میں مفتی تقی عثمانی صاحب نے اصل اشکال کا جواب یوں نقل کیا:

"بأن صيغة المفرد في مثل هذا جائزة، وفيه اشارة الى أن أمر الله وأمر رسوله واحد، وهذا كقوله تعالى "والله ورسوله أحق ان يرضوه" والقياس أن يكون: "أن يرضوهما" والمختار في هذا أنه كانت هناك جملتان، فحذت الأولى منهما لدلالة الثانية عليها، والتقدير عنه سيبويه: "والله أحق أن يرضوه، ورسوله أحق أن يرضوه" وهو كقول الشاعر: نحن بما عندنا وأنت بما عندك راض والرأى مختلف"۔ (۸۰)

''اس قسم کی مثالوں میں مفرد کا صیغہ بھی جائز ہوتا ہے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ایک ہی ہے اور یہ اللہ کے اس قول ''والله ورسوله احق ان يرضوه'' کی مانند ہے اور قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ "أن يرضوهما" ہو اور مختار یہ ہے کہ اصل میں یہاں دو جملے ہیں ان میں سے پہلے کو حذف کر دیا جاتا ہے کیونکہ دوسرے کی اس پر دلالت ہوتی ہے اور سیبویہ کے نزدیک عبارتِ مقدرہ یوں ہے: "والله أحق أن يرضوه، ورسوله احق أن يرضوه" اور یہ شاعر کے قول "نحن بما عندنا وأنت بما عندك راض والرأى مختلف" ''جو ہمارے پاس ہے ہم اس پر راضی اور جو تمہارے پاس تم اس پر راضی ہو اور رائے مختلف ہو'' کی مانند ہے''۔

ان توجیہات کو نقل کرنے کے بعد مفتی تقی عثمانی صاحب نے اپنی رائے یوں ذکر کی:

"الافراد والتثنية كلاهما جائزان في مثل هذا، أما التثنية فعلى الأصل، وأما الافراد فعلى ما أول به سيبويه، والذى يظهر لى أن النبى ﷺ كانت له شئون مختلفة، فاذا غلب عليه شأن

التأدب مع الله سبحانه رجع تقطيع الكلام وأنكر على خطيب جمع بينه وبين الله سبحانه بصيغة التثنية، وكلما غلب عليه شأن الرحمة على العباد، وتوحد أمره وأمر الله، أجاز صيغة التثنية ولم يكن المراد فى شيئ من الأحوال تحريم أحد الطريقين أو المنع منه مطلقا"۔ (۸۱)

''اس قسم کی مثالوں میں مفرد اور تثنیہ دونوں طرح لانا جائز ہے، تثنیہ اپنے اصل پر ہے اور مفرد لانا اس بناء پر ہے، جیسے سیبویہ نے اس کی تاویل کی ہے اور میرے سامنے یہ ظاہر ہوتا ہے (مجھے یہ معلوم ہوتا ہے) کہ نبی ﷺ کے احوال مختلف ہوتے تھے۔ جب آپ ﷺ پر اللہ کے ادب کی شان غالب ہوتی، تو آپ ﷺ کلام کی اس طرح تقطیع کو ترجیح دیتے۔ اسی موقع پر آپ ﷺ نے اس خطیب کا رد فرمایا، جس نے انہیں تثنیہ کے صیغہ کے ساتھ جمع کر دیا تھا اور جب آپ ﷺ پر بندوں پر رحمت والی شان غالب ہوتی، تو آپ ﷺ اپنے اور خدا کے حکم کو ایک ہی سمجھتے، تثنیہ کے صیغہ کو جائز قرار دیتے اور کسی بھی حالت میں دونوں طریقوں میں سے ایک کی حرمت مراد نہیں یا مطلقاً ایک سے منع کرنا مراد نہیں''۔

پس مفتی تقی عثمانی صاحب نے متونِ احادیث کے الفاظ کی نحوی تنقیح کی ہے اور کلمات کے اندر الفاظ کی حیثیت متعین کی ہے کہ آیا ''ماء'' موصولہ ہے، سببیہ ہے یا نافیہ، ان مخففہ ہے یا ثقیلہ اور لام، لامِ امر ہے یا لام کی وغیرہ، نیز الفاظ کے منصوب، مرفوع، مجزوم، واحد، جمع، مذکر، مؤنث، متضاد، منصرف و غیر منصرف اور تصغیر پر مبنی ہونے کی صراحت کی ہے اور اس ضمن میں مفتی تقی عثمانی صاحب نے متقدمین شارحین کی تحقیقات بھی نقل کی ہیں۔ مزید برآں صاحبِ تکملہ نے وجوہِ اعراب کی متعدد صورتیں اور قیاسِ نحوی کے خلاف عبارات کی تصریح کا اہتمام کیا ہے اور اس ضمن میں بعض اوقات عبارات کے نحوی قیاس کے خلاف ہونے کے تذکرہ پر اکتفا کیا ہے، جب کہ بعض مقامات پر نحوی قیاس کے خلاف ہونے کے حوالے سے توجیہات بھی بیان کی ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) ارشاد احمد، مولانا، ارشاد النحو شرح ھدایۃ النحو، ادارۃ التصنیف دار العلوم عید گاہ کبیر والا، خانیوال، الطبعۃ الثانیۃ، ۲۰۰۳ء، ص: ۱۲

(۲) المرجع السابق، ص: ۲۷

(۳) المرجع السابق، ص: ۱۷

(۴) المرجع السابق، ص: ۱۲

(۵) ارشاد النحو شرح ہدایۃ النحو، ص: ۱۷

(۶) تقی عثمانی، محمد، مفتی، تکملہ فتح الملہم، مکتبہ دار العلوم کراچی، ۱۴۲۲ھ، ۱/۶۱۲-۶۱۳

(۷) تکملہ، ۱/۶۱۳

(۸) تکملہ، ۳/۱۸۷

(۹) ایضاً؛ مزید امثلہ کے لیے دیکھیں، تکملہ، ۲/۶۰۴-۶۱۶، ۴/۸۹-۹۰

(۱۰) تکملہ، ۲/۶۲۷-۶۲۸

(۱۱) تکملہ، ۲/۶۲۸؛ الآبی، محمد بن حلیفہ، الوشتانی، صحیح مسلم مع شرحہ المسمیٰ اکمال اکمال المعلم، تحقیق، محمد سالم ہاشم، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۱۵ھ، کتاب اللقطۃ، باب: الضیافۃ ونحوھا، ۶/۲۷۹

(۱۲) تکملہ، ۴/۴۸۱-۴۸۳

(۱۳) تکملہ، ۴/۴۸۳؛ بدر الدین، العینی، محمود بن احمد، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان، ۲۰۰۵ء، ۶/۵۱۷

(۱۴) تکملہ، ۳/۱۸۸-۱۸۹

(۱۵) تکملہ، ۳/۱۸۸

(۱۶) تکملہ، ۳/۴۷۰-۴۷۱

(۱۷) تکملہ، ۳/۴۷۱

(۱۸) تکملہ، ۱/۵۷-۵۸

(۱۹) تکملہ، ۱/۵۸

(۲۰) تکملہ، ۲/۴۶-۴۷

(۲۱) تکملہ، ۲/۴۷

(۲۲) تکملہ، ۴/۴۲۳

(۲۳) ایضاً؛ مزید امثلہ کے لیے دیکھیں، تکملہ، ۳/۲۰۳-۲۰۵، ۲۱۲-۲۱۵، ۵/۴۰۸-۴۰۹

(۲۴) تکملہ، ۴/۴۴۲-۴۴۷

(۲۵)　تکملہ، ۴۴۷/۴

(۲۶)　تکملہ، ۳۶۵/۶-۳۶۷

(۲۷)　تکملہ، ۳۶۸/۶

(۲۸)　تکملہ، ۹۷/۴-۹۹

(۲۹)　تکملہ، ۹۸/۴؛ قاضی عیاض، عیاض بن موسیٰ الیحصبی، ابوالفضل، شرح صحیح مسلم للقاضی عیاض المسمیٰ اکمال المعلم بفوائد مسلم، دار الوفاء للطباعۃ والنشر والتوزیع، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۱۹ھ، ۵۴۹/۶؛ النووی، یحییٰ بن شرف، ابوزکریا، صحیح مسلم بشرح النووی، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۰۱ھ، ۳۷/۱۴-۳۸

(۳۰)　تکملہ، ۳۹۶/۵

(۳۱)　ایضاً

(۳۲)　تکملہ، ۵۵۶/۵-۵۵۷

(۳۳)　تکملہ، ۵۵۶/۵؛ مزید دیکھیں، تکملہ، ۳۵۷/۶-۳۵۸، ۵۰۵-۵۰۶

(۳۴)　تکملہ، ۱۶۶/۱؛ ۴۷۵/۴؛ الفیروز آبادی، محمد بن یعقوب، مجد الدین، القاموس المحیط، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۱۲ھ، ۴۵۷/۳

(۳۵)　تکملہ، ۳۴۲/۲؛ الزبیدی، محمد مرتضیٰ الحسینی، محب الدین، ابوالفیض، تاج العروس من جواہر القاموس، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۱۴ھ، ۳۳۸/۲

(۳۶)　تکملہ، ۲۴۹/۵؛ ابن فارس، احمد بن فارس بن زکریا، ابوالحسین، معجم مقاییس اللغۃ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۲۲ھ، ص: ۵۲۳

(۳۷)　تکملہ، ۲۶۲/۶؛ الجوہری، اسماعیل بن حماد، ابونصر، الصحاح تاج اللغۃ والصحاح العربیۃ، دار العلم للملایین، بیروت، الطبعۃ الرابعۃ، ۱۴۰۷ھ، ۴۵۰/۲؛ مزید امثلہ کے لیے دیکھیں، تکملہ، ۳۶۴/۲-۳۶۵، ۳۹۵/۴، ۴۴/۵، ۱۲۶، ۲۶۲/۶، ۲۶۶، ۳۵۲

(۳۸)　تکملہ، ۱۸۹/۱؛ تاج العروس، ۵۳۲/۱۰

(۳۹)　تکملہ، ۱/۲؛ ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، ابوالفضل، لسان العرب، دار صادر، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۱۴ھ، ۲۰۳/۷

(۴۰) تکملہ، ۳/۵۳۴؛ زین الدین، محمد بن ابوبکر بن عبدالقادر، مختار الصحاح، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، صیدا، ۱/۳۳؛ مزید دیکھیں، تکملہ، ۴/۱۰۰، ۴۹۳، ۵/۴۵۷

(۴۱) تکملہ، ۶/۳۰؛ ابن فارس، احمد بن فارس، مجمل اللغۃ لابن فارس، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، س۔ن، ۱/۴۳۸

(۴۲) تکملہ، ۴/۲۹۲؛ ابن حجر، العسقلانی، احمد بن شہاب، ابوالفضل، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، الطبعۃ الرابعۃ، ۱۴۰۸ھ، ۱۰/۱۹۰

(۴۳) تکملہ، ۵/۶۰۰؛ الصحاح، ۴/۱۵۸۶؛ ابن سیدہ، علی بن اسماعیل، ابوالحسین، المحکم والمحیط الأعظم، محقق، عبدالحمید الھنداوی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۲۱ھ، ۷/۱۰۶؛ لسان العرب، ۱۰/۴۳۰

(۴۴) تکملہ، ۱/۸۵؛ تاج العروس، ۶/۵۱۲

(۴۵) تکملہ، ۱/۴۲؛ ابن اثیر الجزری، مبارک بن محمد، ابن عبدالکریم، الشیبانی، ابوالسعادت، النہایۃ فی غریب الحدیث والأثر، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت، ۱۳۹۹ھ، ۱/۳۵۱؛ لسان العرب، ۲/۱۳۲؛ تاج العروس، ۵/۲۱۳

(۴۶) تکملہ، ۲/۵۲۰؛ قلعجی، محمد رواس، حامد صادق قنیبی، معجم لغۃ الفقہاء، دار النفائس للطباعۃ والنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۰۸ھ، ۱/۳۰۶

(۴۷) تکملہ، ۵/۱۷۱؛ الھروی، قاسم بن سلام، ابوعبید، غریب الحدیث، مطبعۃ دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، دکن، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۳۸۴ھ، ۲/۳۰۶؛ الزمخشری، محمود بن عمر بن احمد، ابوالقاسم، أساس البلاغۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۱۹ھ، ۱/۱۴۲؛ لسان العرب، ۴/۱۴۲

(۴۸) تکملہ، ۵/۴۰۵؛ النہایۃ فی غریب الحدیث والأثر، ۵/۱۷۵

(۴۹) تکملہ، ۱/۶۵۰؛ کتاب العین، ۲/۳۴؛ ابراہیم بن اسحاق الحربی، غریب الحدیث، جامعۃ أم القری، مکۃ المکرمۃ، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۰۵ھ، ۲/۶۹۳؛ الازدی، محمد بن الحسن بن درید، ابوبکر، جمہرۃ اللغۃ، دار العلم للملایین، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۹۸۷ء، ۲/۶۳۱؛ الصحاح، ۳/۱۲۰۶

(۵۰) تکملہ، ۲/۳۴۲؛ تہذیب اللغۃ، ۹/۱۴۴؛ ابن سیدہ، علی بن اسماعیل، المخصص، دار الافاق الجدیدۃ، بیروت، س۔ن، ۵/۱۳۵، ۱۴۳؛ مزید دیکھیں، تکملہ، ۱/۲۳۷، ۳/۲۱۸، ۵۳۲، ۴/۳۵، ۲۸۷، ۵/۶۰۰

(۵۱) تکملہ، ۵/۳۴۹؛ القاموس المحیط، ۲/۴۷۸

(۵۲) تکملہ، ۵/۱۵۷؛ النھایة فی غریب الحدیث والأثر، ۱/۲۳۷؛ مزید امثلہ کے لیے دیکھیں، تکملہ، ۴/۵۵۶، ۵/۱۶۱، ۴۰۳، ۴۸۸

(۵۳) تکملہ، ۱/۱۸۷؛ صحیح مسلم بشرح النووی، ۱۰/۸۶

(۵۴) تکملہ، ۳/۱۸۲؛ عمدۃ القاری، ۳/۳۵۹

(۵۵) تکملہ، ۴/۳۶۵؛ صحیح مسلم بشرح النووی، ۱۴/۲۰۸؛ مزید امثلہ کے لیے دیکھیں، تکملہ، ۳/۵۹۰، ۶۶۱، ۴/۱۳۳، ۴۰۸

(۵۶) تکملہ، ۱/۵۸۴؛ جمہرۃ اللغۃ، ۳/۱۳۰۵؛ الصحاح، ۴/۱۳۸۲

(۵۷) تکملہ، ۵/۵۸۶؛ تاج العروس، ۷/۲۰۷

(۵۸) تکملہ، ۶/۲۳۱؛ ابن القطاع الصقلی، علی بن جعفر بن علی السعدی، کتاب الأفعال، عالم الکتب، الطبعة الاولی، ۱۴۰۳ھ، ۱/۳۲۳؛ مزید دیکھیں، تکملہ، ۴/۲۹۲، ۴۸۷

(۵۹) تکملہ، ۱/۵۳۶؛ پٹنی، محمود طاہر بن علی الہندی، مجمع بحار الأنوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار، مکتبة دار الایمان، المدینة المنورۃ، الطبعة الثالثة، ۱۴۱۵ھ، ۴/۵۷۵

(۶۰) تکملہ، ۲/۳۶۸؛ النھایة فی غریب الحدیث والأثر، ۱/۲۶۹

(۶۱) تکملہ، ۴/۱۹۰؛ زمخشری، محمود بن عمر، الفائق فی غریب الحدیث، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، الطبعة الاولیٰ، ۱۴۱۷ھ، ۱/۲۸۹؛ النھایة فی غریب الحدیث والأثر، ۳/۲۰۶؛ مزید دیکھیں، تکملہ، ۱/۳۷۶، ۲/۱۹۴، ۳/۴۲۰، ۵۵۷، ۶۵۸، ۵/۱۸، ۶/۳۹۸

(۶۲) تکملہ، ۱/۲۵۶-۲۵۸

(۶۳) تکملہ، ۱/۲۵۸

(۶۴) تکملہ، ۴/۴۶۲-۴۶۵

(۶۵) تکملہ، ۴/۴۶۵

(۶۶) تکملہ، ۱/۴۸۷-۴۹۰؛ مزید دیکھیں، تکملہ، ۵/۲۷۰-۲۷۱، ۲۹۵-۲۹۶

(۶۷) تکملہ، ۱/۴۸۸-۴۸۹؛ عمدۃ القاری، ۹/۶۰۰

(۶۸) تکملہ، ۶/۴۲۱

(۶۹) ایضاً

(۷۰) تکملہ، ۲۲۸/۳-۲۴۰

(۷۱) تکملہ، ۲۴۰/۳

(۷۲) تکملہ، ۵۹۶/۳-۵۹۹

(۷۳) تکملہ، ۵۹۸/۳

(۷۴) تکملہ، ۲۲۸/۳-۲۳۹

(۷۵) تکملہ، ۲۳۹/۳؛ ابن الاثیر، مجد الدین، ابوالسعادت المبارک بن محمد الجزری، تحقیق، ابو عبداللہ عبدالسلام محمد عمر، جامع الأصول فی احادیث الرسول، دار الفکر، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۱۷ھ، ۶۲/۶۲۷-۶۳۷

(۷۶) تکملہ، ۵۵۵/۱-۵۶۰

(۷۷) تکملہ، ۵۵۶/۱

(۷۸) تکملہ، ایضاً؛ القرطبیؒ، احمد بن عمر بن ابراہیم، المفہم لما اشکل تلخیص من کتاب مسلم، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت، دار الکلم الطیب، دمشق، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۱۷ھ، کتاب البیوع، باب: تحریم بیع الخمر، والمیتۃ، ۴۶۱/۴

(۷۹) تکملہ، ۵۵۶/۱؛ فتح الباری، کتاب البیوع، باب: بیع المیتۃ والأصنام، ۶۰۶/۴؛ عمدۃ القاری، کتاب البیوع، باب: بیع المیتۃ والأصنام، ۵۶۸/۸

(۸۰) تکملہ، ۵۵۶/۱؛ فتح الباری، کتاب البیوع، باب: بیع المیتۃ والأصنام، ۶۰۶/۴؛ عمدۃ القاری، کتاب البیوع، باب: بیع المیتۃ والأصنام، ۵۶۸/۸

(۸۱) تکملہ، ۵۵۶/۱-۵۵۷